میرا بچہ میرے رب کی امانت

(پیرنٹنگ کورس)

پہلا حصہ

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

میرا بچہ میرے رب کی امانت

(پیرنٹنگ کورس)

پہلا حصہ

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب	:	میرا بچہ میرے رب کی امانت (پیرنٹنگ کورس) پہلا حصہ
مصنفہ	:	نگہت ہاشمی
طبع اول	:	نومبر2017ء
تعداد	:	1000
ناشر	:	النور انٹرنیشنل
لاہور	:	102-H گلبرگ III، نزد فردوس مارکیٹ، لاہور
فون نمبر	:	0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301
کراچی	:	گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک II، کراچی
فون نمبر	:	0336-4033034، 021-35292341-42
فیصل آباد	:	121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد
فون نمبر	:	03364033050، 041-8759191
ای میل	:	sales@alnoorpk.com
ویب سائٹ	:	www.alnoorpk.com
فیس بک	:	Nighat Hashmi, Alnoor International

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

دنیا کے خوش نصیب لوگ وہ ہوتے ہیں جو اس دنیا میں آنے کا مقصد سمجھتے ہیں اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اپنے وقت کی تنظیم کرتے ہیں، اپنی قوتوں اور صلاحیتوں سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور اسی وقت میں دنیا میں ایسے کام کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی دنیا کی زندگی بھی کامیاب ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کی کامیابی بھی ان کا مقدر بنتی ہے۔

سعادت مند لوگ ہمیشہ دنیا میں اپنی زندگی کے مقصد کو محض اپنی عقل سے متعین نہیں کرتے اور آپ خوب اچھے طریقے سے سمجھتے ہیں کہ ہر چیز کا مقصد اس کے بنانے والے کو ہی مقرر کرنا ہوتا ہے۔ جو کسی چیز کو وجود میں لاتا ہے وہی بہتر جانتا ہے کہ اس نے کوئی چیز کس مقصد کے لیے تخلیق کی ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں زندگی کی دولت عطا کی ہے اور ہماری زندگی کا مقصد بھی اسی نے متعین کیا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے جہاں ہمیں صلاحتیں اور قوتیں چاہئیں، ماحول چاہیے، وہیں زندگی کا وقت بھی چاہیے اسی وجہ سے اس نے ہمیشہ تلقین کی ہے کہ وقت کے خسارے سے بچ جائیں۔ جیسے سورہ العصر میں ہے:

وَالۡعَصۡرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِىۡ خُسۡرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾ (سورۃ العصر ۱-۳)

زمانے کی قسم! یقیناً تمام انسان گھاٹے میں ہیں۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

اور وقت کے خسارے سے بچنے والے وہ لوگ ہیں جو اللہ رب العزت کی ذات پر یقین رکھتے ہیں، ایمان رکھتے ہیں اور اس کے مطابق اپنی عملی زندگی کو تبدیل کر لیتے ہیں یعنی نیک اعمال کرتے ہیں۔ جو ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے

کہ جو اپنی زندگی کے مقصد کو پالیتا ہے اس کے لیے اپنی زندگی کو کارآمد بنانا ممکن ہو جاتا ہے۔ آپ سب جانتے ہیں اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:56)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ہے تاکہ وہ میری عبادت کریں۔''

اور بہت ہی خوبصورت تشریح کی اس کی شیخ صالح ابن العثیمین نے کہ:

''ہم سب اللہ تعالیٰ کے لیے پیدا کیے گئے ہماری زندگی کا مقصد عبادت ہے تاکہ ہم محبت اور تعظیم کے ساتھ اپنے خالق کے ساتھ جڑ جائیں۔''

(شرح عقیدہ واسطیہ)

اصل بات یہ ہے کہ انسان کو یہ سمجھ آجائے کہ وہ کس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے؟ ہم اپنے لیے پیدا نہیں کیے گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ذات کے لیے پیدا کیا ہے اور ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے ہماری تخلیق کی ہے ویسے ہی ہم اپنے جسم اور اپنی روح کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے جڑ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو تنہا زندگی گزارنے کے لیے یونہی بیکار نہیں چھوڑ دیا بلکہ رب العزت نے آدم علیہ السلام کو بنایا تو سیدہ حوا کی صورت میں جوڑا عطا کیا اور ان دونوں کی اولاد کی وجہ سے نسل انسانی کا تسلسل برقرار ہے (الحمدللہ)۔ اللہ تعالیٰ نے جو رشتہ جو مرد اور عورت کے مابین قائم کیا اس کے توسط سے انہیں اولاد بھی عطا کی اور یوں نسل انسانی اتنی بڑی تعداد میں پوری دنیا میں پھیل گئی۔

آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں ہر چیز کی نسل میں اضافہ ہوتا ہے تو نسل اس Species کی پوری خصوصیات (Characteristics) رکھتی ہے جس Species سے اس کا تعلق ہوتا ہے۔ وہ فطری طور پر طے شدہ ہے۔ مثال کے طور پر گندم کے بیج سے گندم کا

پودا اُگتا ہے اور پھر گندم کی جو خاص قسم ہے جس سے کسی بیج کا تعلق ہوتا ہے اسی نوعیت کا پودا اُگتا ہے۔ اسی سے اس کی اگلی قسم چلتی ہے اور اس کی جو (Characteristic) ہوتی ہیں جو خصوصیات ہوتی ہیں وہ وہی ہوتی ہیں جو بیج کے اندر موجود ہوتی ہیں۔ اس کے لیے نہ کسان کو کچھ کرنا پڑتا ہے نہ اس کے لیے باہر سے کسی کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ بیج کے اندر ساری کہانی موجود ہوتی ہے۔ نسل انسانی کا تسلسل محض جسمانی تسلسل نہیں ہے کہ کسی ماں باپ سے ایسے بچے وجود میں آئیں جن کی شکل وصورت اپنے والدین کی طرح ہو اور وہ اپنے آباؤ اجداد سے ملتے جلتے ہوں۔ اللہ پاک نے انسان کو ایسا بنایا ہے کہ اُسے جسم دیا، روح عطا کی، اُسے عقل عطا کی، انسان بیک وقت جسم، روح اور عقل کا مرکب ہے۔

اس اعتبار سے جسمانی طور پر تو کسی کو کوشش (Effort) نہیں کرنی پڑتی کیونکہ وہ ساری خصوصیات جو کسی انسان کے اندر ہونی چاہئیں جب اس کے وجود کا آغاز ہوتا ہے تو پہلے (Cell) میں ہی وہ ساری خصوصیات موجود ہوتی ہیں، والدین کی رنگت اور شباہت بچوں کے اندر آجاتی ہے۔ لیکن وہ جو نسل انسانی کا کردار ہے، جو انسان سے توقعات (Expectations) ہیں کہ وہ دنیا میں کیسے زندگی بسر کرے گا؟ اس کے لیے اللہ پاک نے ہر انسان کے اندر برائی بھلائی کی شناخت رکھی ہے اور عقل بھی عطا کی ہے لیکن اس کی زندگی کا پروگرام اس کے اندر (Built In) نہیں ہوتا۔ یعنی فطری طور پر اس کے اندر یہ سارا پروگرام موجود نہیں کہ اس کے اندر توکل کی صفت آجائے، یقین کی صفت پیدا ہو جائے، وہ صبر کرنے والا ہو، شکر کرنے والا ہو، وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا ہو، اللہ تعالیٰ سے اخلاص رکھنے والا ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے زندگی گزارنے والا ہو، اس کے اخلاق بہتر ہوں، اس کے اندر سچائی ہو، امانت داری ہو، وہ ایفائے عہد کا پابند ہو یعنی وعدوں کو وفا کرنے والا ہو، اس کے اندر عدل ہو، وہ حیا کا پیکر ہو یہ سب کچھ پیدائشی طور پر

انسان کے اندر نہیں ہوتا۔

ہاں اچھائی برائی کی پہچان ضرور ہوتی ہے۔مثال کے طور پر جب ایک بلڈنگ بنتی ہے،ایک گھر تعمیر ہو تا ہے یا ایک ادارہ تعمیر ہو تا ہے تو اس کے لیے بنیادی طور پر (Basically) جو نقشہ بنتا ہے اس نقشے میں وہ ساری چیزیں موجود تو ہوتی ہیں جو ایک (Artist) کو سمجھ آتی ہیں کہ مجھے کس طریقے سے اس کو تعمیر(Build) کرنا ہے یا کرواتا ہے۔لیکن ایک عام آدمی (Layman) کو وہ سب کچھ پتہ نہیں چلتا ،اسے تو صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ کتنے کمرے(Rooms) ہیں،کون سا کمرہ کس جگہ پر ہے اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس کی لمبائی ،چوڑائی کتنے فٹ ہے۔

جب اس نقشے کے مطابق تعمیر (Construction) ہوتی ہے تو اس وقت کام کرنے والے مستری، مزدور وغیرہ کو تعمیر (Construction) کروانے والا جیسے جیسے ہدایات دیتا ہے اس کے مطابق وہ بناتے چلے جاتے ہیں۔پھر جب اس کا ابتدائی ڈھانچہ بن جاتا ہے تو اگلی منزل (Stage) کا کام ابھی باقی ہوتا ہے کیونکہ اس کے مطابق ہی اس کی Finishing ہوتی ہے۔مثلاً اس کا فرش (Floor) کیسا ہوگا؟ چھت کیسی ہو گی؟ اندرونی آرائش(Interior) کیسی ہوگی؟ اس کے دروازے(Doors)،اس کی کھڑکیاں(Windows) اور باقی تمام چیزوں کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے Switchboards،Lights اور باقی تمام چیزوں کا فیصلہ ابھی باقی ہوتا ہے۔

اسی طرح گھر کے نقشے(Map) کے ساتھ اور بھی بہت سارے منصوبے(Plan) ہوتے ہیں مثلاً اس کا پلمبرنگ پلان ہوتا اور الیکٹریکل پلان وغیرہ۔جس کی وجہ سے یہ Guideline ملتی ہے کہ اس گھر کے اندر یا اس بلڈنگ کے اندر بجلی کی سپلائی کیسے ہوگی؟ پانی کی سپلائی کیسے ہوگی؟ پانی کا نکاس کس طریقے سے ہوگا؟ اور اسی طرح سے اس کی دیگر

Fitings جتنی کوئی کروانا چاہے وہ سب بچے کے اندر ہی موجود ہوتا ہے۔ یہ نقشے (Maps) باقاعدہ ڈایزئن کیے جاتے ہیں اور اسی کے مطابق تعمیر (Construction) ہوتی ہے۔

اب آپ ذرا غور کریں کہ انسان کا بچہ جب وجود میں آتا ہے تو اس کے ماں باپ کو یہ تو پتہ چلتا ہے کہ اسے بھوک لگی ہے تو اسے کھانا کیسے کھلانا ہے، وہ بے لباس ہے تو اسے لباس کیسے پہنانا ہے، انھیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو گندا کرے گا تو اسے کیسے صاف کرنا ہے اور جب وہ بیمار ہو جائے تو علاج کیسے کروانا ہے۔ گویا کہ ان ساری ہدایات (Guidelines) کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ ایک Guideline ہے جو ایک نسل کے لوگ دوسری نسل کو منتقل کرتے رہتے ہیں۔

اب وہ بچہ جو وجود میں آگیا ہے اس کو اچھا انسان بنانا ہے اور اچھا انسان بنانے کے لیے دو لوگوں یعنی والدین کو ذمہ داری (Responsibility) دی گئی ہے۔ تربیت اولاد (Parenting) بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اب والدین نے اس بچے کو اللہ تعالیٰ کی محبت بھی سکھانی ہے، اسے یہ بھی بتانا ہے کہ دنیا میں وہ کونسی ہستیاں تھیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند کے بارے میں آگاہ کیا اور جنھوں نے اپنی زندگی کو نمونے کے طور پر ہمارے سامنے رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت بھی سکھانی ہے، ان کی سنت بھی سکھانی ہے اور اس بچے کو یہ بھی بتانا ہے کہ دنیا کا نظام چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے فرشتے کیسے کام کرتے ہیں؟ اس بچے کو یہ بھی سمجھانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لیے کتاب بھیجی ہے، ہماری زندگی کا حساب کتاب بھی ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کرنے سے پہلے ہماری تقدیر لکھ رکھی ہے۔

جب ایک ننھا بچہ وجود میں آتا ہے تو اس کے وجود میں آنے کے بعد ایک شور

اور ہنگامہ ہے جو اس نے مچا رکھا ہے ایسے میں ماں باپ کو کیسے سمجھ آئے کہ اس بچے کو اچھا انسان بھی بنانا ہے۔ اس ایمرجنسی میں سب سے پہلا خیال کیا آتا ہے کہ اب کیا کریں؟ جن ماں باپ کو بچے کے کردار کے بارے میں سمجھ (Understanding) نہیں ہوتی کہ:

اس بچے کی ایمانی تربیت کیسے کرنی ہے؟

اس بچے کی اخلاقی تربیت کیسے کرنی ہے؟

اس بچے کی فکری اور جذباتی تربیت کیسے کرنی ہے؟

اس بچے کی معاشی اور معاشرتی تربیت کیسے کرنی ہے؟

اب اگر ماں باپ کے پاس کوئی علم نہیں ہے تو علم کے بغیر وہ کیا کریں گے؟

ہنگامہ جو بچے کے پیدا ہونے پر ہوتا ہے، خوشی کا اظہار کریں گے اور سب سے زیادہ کس چیز پہ بات چیت ہوگی؟

بچے کو نہلانے دھلانے، اسے کپڑے پہنانے کے بارے میں اور اس بات پر تبصرے کہ بچے کی شکل کس پہ ہے؟ بیٹا ہے تو اس وقت Expressions تھوڑے مختلف دیتے ہیں اور اگر بیٹی ہے تب بھی حالات بدل گئے ہیں بہر حال یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس موقع پر بچے کو کیا خوراک (Feed) دینی چاہیے؟ ماں کا دودھ یا گھٹی اور زیادہ سے زیادہ بہت کسی نے معرکہ مار لیا تو وہ یہ سوچے گا کہ بچے کے کان میں اذان بھی دینی چاہیے۔ اس کے بعد سارے معاملات ختم ہو گئے اب بچہ ہے، بچے کی ماں ہے اور بچے کی ماں کی بھی فکر ہے کہ اس وقت وہ تکلیف میں ہے تو اسے کس طرح کی غذا دینی چاہیے اور کس طرح سے اس کی دیکھ بھال (Care) کرنی چاہیے۔

ٹھیک ہے ماں کی دیکھ بھال (Care) کر لی، اب بچہ غذا لیتا رہتا ہے اس کی

ضروریات بھی پوری ہوتی رہتی ہیں، اسے خوبصورت لباس بھی پہنائے جاتے ہیں، سب دیکھ کر خوش بھی ہوتے ہیں۔ ایک گھنٹہ گزر گیا، دو گھنٹے گزرے، ایک دن گزرا، ہفتہ گزر گیا، چلو عقیقہ بھی کر لیا ہے۔ بچے کا عقیقہ کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور اچھا نام رکھنا بھی سنت ہے لیکن ایک بات قابل غور ہے کہ:

اسے اچھا انسان بنانے کے لیے والدین نے جو کام کرنا تھا وہ کہاں ہے؟

وہ کب انجام دیا جائے گا؟

والدین تو اس بارے میں کچھ جانتے ہی نہیں ہیں اور بچے کی زندگی کا مہینہ گزر گیا، 1 سال گزر گیا، 2 سال، 5 سال، 10 سال، پندرہ (15)، بیس (20)، پچیس (25)، تیس (30)، چالیس (40) سال اور وہی بچہ بوڑھا بھی ہو گیا لیکن اس کی تربیت ہی نہیں کی۔ کیا وہ بچہ جو لڑکپن کی منازل طے کرتا ہے یا جوان ہو جاتا ہے تو وہ:

دیکھتا نہیں ہے!

یا بولتا نہیں ہے!

یا سنتا نہیں ہے!

یا کھاتا پیتا نہیں ہے!

یا زندگی کے دوسرے کام نہیں کرتا!

سب کچھ کرتا ہے

لیکن کیا فرق ہے معاشرتی حیوان اور اچھے انسان میں؟

وہ معاشرتی حیوان تو ہے، Social Animal تو ہے، لوگوں کے درمیان رہتا تو ہے لیکن اچھا انسان نہیں بن پاتا۔ اس کے وہ خدوخال جو تربیت کے بعد بننے چاہییں وہ خدوخال واضح نہیں ہو پاتے۔ یہاں اس مقام پر سب سے پہلے یہ جائزہ لینے کی ضرورت

ہے کہ دنیا میں ایک دو نہیں، دس بیس نہیں، سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں، کروڑوں والدین(Parents) ہیں۔ ہم میں سے کون ہے جو کسی کی اولاد نہیں ہے؟ ذرا اپنی زندگی پر نظر ڈال کر دیکھیں تو آپ کو کافی کہانی سمجھ آئی گی کہ:

ماں باپ نے ایمانی تربیت کے لیے کیا کام کیا؟

اخلاقی تربیت کے لیے انہوں نے کہاں سے راہنمائی حاصل کی تھی؟

اور آپ کو سب سے زیادہ تکلیف اس بات پر ہوگی کہ تربیت اولاد کے لیے جس علم ،جس تربیت(Training) کی ضرورت ہے ہماری سوسائٹی اس کے احساس سے بھی ناآشنا ہے۔ یعنی یہ احساس بھی نہیں ہے کہ یہ بھی کوئی میدان(Field) ہے جہاں کام کرنے کی ضرورت ہے حالانکہ دنیا کا سب سے اہم میدان (Important field) ہے۔ انسان گری (انسانوں کو اچھا انسان بنانا) یہ دنیا کا سب سے قیمتی کام ہے اور اس کے لیے اللہ پاک نے کتنا فطری راستہ اختیار کیا ہے۔ ماں باپ کے دل میں اولاد کے لیے ایسی محبت پیدا کی ہے کہ ماں باپ ہر طرح کی محنت کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ فطری محبت جو ماں کے دل کی ممتا بن جاتی ہے اور باپ کی محبت پدری شفقت کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ یہ محبتیں دراصل اس بچے کے لیے ہیں جو اللہ پاک نے امانت کے طور پر دیا ہے۔ اس بچے کو ماں باپ اپنا تو سمجھتے ہیں لیکن امانت نہیں سمجھتے، اسے دنیا میں رہنے کے لیے تو تیار کرتے ہیں لیکن اس بارے میں کبھی فکر مند نہیں ہوتے کہ مجھ سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ : فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَىٰ أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَىٰ بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَىٰ مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ

مَسْئُوْلٌ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ ۔ (صحیح بخاری:5188)

”تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔ پس امام بھی حاکم ہے اور جواب دہ ہے، مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے اور اس سے سوال کیا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر پر حاکم ہے اور اس سے سوال کیا جائے گا اور غلام اپنے آقا کے مال پر نگران ہے اور اس بارے میں جوابدہ ہے۔ پس ہر شخص حاکم ہے اور اپنی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔“

آپ نے کبھی چرواہے کو دیکھا ہے؟ آپ تصور (Imagine) کریں ایک ایسا چرواہا جو کسی پہاڑی علاقے میں یا کسی میدان میں بہت کثیر تعداد میں بھیڑیں لیے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کر رہا ہے۔ آپ اس کو اپنے ذہن میں لے کر آئیں گے تو واضح ہوگا کہ والدین کا اصل رول کیا ہے؟

”تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے۔“ جانتے ہیں چرواہا کون ہوتا ہے؟

لیڈر

یعنی ہر انسان ایک لیڈر ہے

”اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔“

تو جن کا لیڈر بنایا گیا ہے، جن کا امام بنایا گیا ہے ان کے بارے میں جواب دہی کرنی ہوگی۔ باپ سے بھی سوال ہوگا، ماں سے بھی سوال ہوگا کہ تمہارے پاس جو امانت تھی تم نے اسے اچھا انسان، رب کا بندہ بنانے کے لیے جو کوشش (Effort) کرنی تھی کہاں تک اس میں کامیاب ہوئے۔ اپنی کوششوں اور کاوشوں کا حساب دینا ہوگا۔ جب بچہ چل جاتا تو ماں باپ اسے Enjoy کرتے ہیں، اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اس کی حرکتوں سے خوش

ہوتے ہیں اور اسے اپنی بے قراریوں میں قرار کا ذریعہ بناتے ہیں لیکن اسے امانت کب سمجھتے ہیں۔ امانت کا تصور (Concept) ہی نہیں ہے، جب امانت نہیں سمجھتے تو اس امانت کی حفاظت بھی نہیں کرتے اور اس کے لیے اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کی فکر بھی نہیں کرتے۔

پہلی بات: جو ماں باپ کو جان لینی چاہیے وہ یہ ہے کہ:

اولاد اس دنیا کی زینت ہے

اور اللہ پاک کی رحمت ہے

اولاد کے لیے محبت رب العزت نے عطا کی ہے اور اس محبت کو وہ رب ہی بڑھاتا ہے۔ اس محبت کا تقاضا ہے کہ اس اولاد کی اچھے طریقے سے تربیت کی جائے، اس کے اخلاق سنوارے جائیں، اس کی گفتگو، اس کی نظر، اس کی سماعت، اس کے قلبی معاملات کی فکر کی جائے یعنی اسے بدگمانیوں سے بچایا جائے، اسے غیبت اور چغلی سے بچایا جائے، اسے بدگوئی، بدکلامی سے بچایا جائے اور اس کے رشتوں اور تعلقات کی حفاظت کی جائے یعنی اسے دنیا میں ایسی زندگی بسر کرنے کے قابل بنایا جائے جس کی وجہ سے وہ کامیاب ہو جائے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

آپ دیکھیں کہ بچہ جسمانی طور پر تو مکمل ہے لیکن جذباتی ناہمواریوں کا شکار ہے، فکری طور پر بالکل بونا ہے۔ پھر اگر آپ دیکھیں کہ اس کی معاشرتی تربیت کیسی ہوئی؟ اس کے اخلاق سنوارنے کے لیے، اس کا رب سے تعلق قائم کرنے کے لیے کیا کوشش (Effort) ہوئی؟ اس کا خیال بھی نہیں ہے بلکہ احاطہ خیال میں بھی نہیں آتا لہذا سب سے پہلے والدین کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے۔ جیسے سورہ التحریم میں رب العزت نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم:۶)

اے لوگو جوایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

گھر والوں میں سبھی آتے ہیں اور اولاد تو سب سے پہلی آتی ہے۔ اولاد جیسی نعمت کو اللہ پاک نے خلق (پیدائش) میں تو کامل بنا دیا لیکن ان کے خلق کے لیے، ان کو اچھے اخلاق میں ڈھالنے کے لیے والدین نے محنت کرنی ہے۔

دوسری بات: اس حوالے سے جو آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ اس میدان میں محض علم کام نہیں دیتا۔ جیسے آپ ریاضی (Mathematics) کا علم سیکھتے ہیں، زبانیں (Languages) سیکھتے ہیں، نیچرل سائنسز (Natural Sciences) کا علم سیکھتے ہیں، سوشل سائنسز (Social Sciences) کو سیکھتے ہیں ویسے ہی اچھا انسان بنانے کے لیے جو علم اللہ پاک نے اپنی کتاب میں اپنے رسولوں کے توسط سے دیا ہے وہ محض الفاظ کا علم نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں پر جو الفاظ کو منتقل (Transfer) کر رہا ہے اس کی ذات بہت اہم ہے۔

صرف الفاظ کو تو بہت ساری چیزیں منتقل (Transfer) کر سکتی ہیں، آپ کے پاس کوئی کتاب ہو سکتی ہے جسے آپ پڑھ لیں، آپ کے پاس کوئی Device ہو سکتی ہے، کوئی آلہ ہو سکتا ہے۔ جیسے آپ پیغام (Message) بھیجتے ہیں تو اسے Whatsapp پہ بھی کرتے ہیں، Text Messages بھی کرتے ہیں۔ اس میں کتنا وقت لگتا ہے؟ سیکنڈز میں آپ کی بات جو آپ پہنچانا چاہتے ہیں، تیزی سے دوسرں کو منتقل (Transfer) کر دیتے ہیں۔

لہٰذا بہت سے ماں باپ یہ سمجھتے ہیں کہ بچوں کو محض پیغام (Message) دیتے

رہیں تو ان کی تربیت ہو جائے گی۔ دیکھیں بچوں کا معاملہ کوئی مشین کا معاملہ نہیں ہے کہ آپ ان میں Message Feed کرتے جائیں اور ان کے Memory Card میں جو چیزیں آگئیں تو ان کی زندگی بھی بدل جائے گی۔ یاد رکھیں کہ تربیت کے لیے ماں باپ کا ذاتی طور پر عمل پیرا ہونا بہت زیادہ ضروری ہے، اگر ماں باپ صاحب عمل نہ ہوں تو اولاد میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آتی۔ جب ماں باپ خود عمل کرتے ہیں تو ان کو زبان سے کہنے کا موقع نہ بھی ملے تو بچے ان کے عمل سے سیکھ لیتے ہیں۔

مثلاً کوئی ماں کھانا بنانے سے بہت دلچسپی رکھتی ہے، کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بہت دلچسپی رکھتی ہے، کوئی ماں نقش ونگار (Art Work) سے بہت دلچسپی رکھتی ہے، کوئی ماں موبائل سے دلچسپی رکھتی ہے، کوئی ماں لوگوں سے ملنے جلنے میں بہت دلچسپی رکھتی ہے تو بچہ پیچھے پیچھے کیا کرے گا؟ جو ماں سجدے کر رہی ہے بچہ بھی پیچھے سجدہ کرے گا، جو ماں کھانا بنا رہی ہے تو بچے کا بھی جی چاہے گا میں بھی تھوڑا سا حصہ لے لوں وہ بھی ننھے ننھے ہاتھوں سے ماں کے ساتھ وہی کام کرنے کی کوشش کرتا ہے جو ماں کر رہی ہوتی ہے۔ ماں اگر کپڑے تہہ کر رہی ہے تو ننھا بچہ بھی ساتھ میں مل کے اپنی جانب سے ہاتھ بٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ ماں اگر رنگوں سے کھیل رہی ہے تو بچے کا بھی جی چاہتا ہے کہ میں رنگوں سے کھیلوں۔ مثلاً ماں کو رنگنے (Colours) کرنے سے بہت دلچسپی ہوتی ہے اور وہ اپنے کپڑے بھی Colour کرتی رہتی ہے۔ کبھی دوپٹے کو اور کبھی قمیض (Shirt) کو مختلف طرح کے رنگ (Colours) لگا کر اپنی Aesthetic Sense کی تکمیل کرتی ہے تو بچہ بھی وہی کچھ کرتا ہے۔

بچے ماں باپ کو کتنا Follow کرتے ہیں، ان کی کتنی نقل کرتے ہیں کہ جونہی ماں باپ کام ختم کرتے ہیں تو اس کے بعد بچے کا کام شروع ہو جاتا ہے اور بچہ وہ تجربہ

(Experiment) ضرور کر کے رہتا ہے۔ یہی معاملہ اخلاق و کردار کا ہے کہ اگر ماں باپ سچ نہیں بولتے تو بچے کبھی سچ نہیں سیکھ سکتے، ماں باپ غیبت کرتے ہیں تو بچے ان سے چار ہاتھ آگے جاتے ہیں۔ آج آپ جو کچھ ہیں آپ کے ماں باپ کی چھاپ ضرور ہے کیونکہ ایسا نہیں ہوتا کہ ماں باپ کے اثرات نہ ہوں۔ پھر معاشرے (Society) کے بھی اثرات ہوتے ہیں، سکول کے بھی اثرات ہوتے ہیں۔ یہ ایک Triangle ہے سکول، سوسائٹی اور والدین لیکن آپ جانتے ہیں کہ ماں کی گود سب سے پہلا مدرسہ ہے۔ یہ مشہور کہاوت ہے اور یہ بہت سچی بات ہے کہ ماں سے بچہ سب سے زیادہ سیکھتا ہے۔ ام (Root) کو کہتے ہیں واقعتاً کسی بچے کی شخصیت، جڑ اس کی ماں اور اس کے باپ کے اندر ہوتی ہے۔

تو یوں دوسری اہم چیز جس کا بہت زیادہ خیال کرنا ضروری ہے وہ ماں باپ کا صاحب عمل ہونا ہے۔ علم اور عمل جس بات پر خود کسی کو یقین نہیں ہوتا اس پر کوئی عمل پیرا نہیں ہوتا لہذا علم کے بعد جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ یقین ہے، ایمان ہے۔ پھر علم، ایمان اور عمل کے ساتھ (Parenting) کا اور تربیت کا کام شروع ہوتا ہے جسے آپ تربیت بھی کہہ سکتے ہیں اور دعوت و تربیت بھی کہہ سکتے ہیں۔

تیسری چیز: جو میں سمجھتی ہوں کہ بہت زیادہ اہم (Important) ہے وہ دعا ہے۔

دعا اصل میں عملی طور پر (Practically) کام کرنے کے لیے سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ اس اعتبار سے یہ پہلا کام بن جاتا ہے جیسے رب العزت نے سورۃ الاحقاف میں دعا سکھائی ہے:

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ج

اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (الاحقاف:15)

”اے میرے ربّ! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اُن نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمائیں۔ اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو جائے۔ اور میرے لیے میری اولاد کی اصلاح کر دے۔ بلاشبہ میں نے تیری طرف رجوع کیا اور یقیناً میں مسلمانوں میں سے ہوں۔“

یعنی میں آپ کی بات ماننے والوں میں سے ہو جاؤں۔ اولاد کی بات آتے ہی توبہ کی بات آ جاتی ہے، آپ جانتے ہیں اس میں کتنی بڑی حکمت ہے؟ کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے اور اس سے زندگی میں ایسی غلطیاں، ایسے گناہ سرزد ہوتے ہیں جو اس کے اپنے آگے آ سکتے ہیں۔

وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ

”اور میرے لیے میری اولاد کی اصلاح کر دے۔“

اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ ”بلاشبہ میں نے تیری طرف توبہ کی۔“

ان غلطیوں پر جو دانستہ ہوئیں اور جو نادانستہ ہوئیں مجھے معاف کر دیجئے۔ ہاں توبہ ہی تو پہلا رویہ ہے جو پہلے انسان کو سکھایا گیا اور توبہ ہی سے تو رحمت کے دروازے کھلتے ہیں۔

وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ”اور یقیناً میں مسلمانوں میں سے ہوں۔“

اپنے رشتے کا اور اپنی وفاداری کا اقرار کہ بیشک میں مسلمانوں میں سے ہوں، میں نے اپنا معاملہ آپ کے حوالے کر دیا۔ اور کتنی خوبصورت دعا جو سورہ الفرقان میں سکھائی گئی ہے:

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ

اِمَامًا (سورۃ الفرقان:74)

اور وہ دُعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا دے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا

''اے ہمارے رب! ہمارے رشتہ ازواج میں محبت پیدا کر دے۔''

اولاد سے پہلے ازواج کے لیے دعا کیونکہ یہی رشتہ تو وہ بنیاد ہے جس پر خاندان کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ یعنی یہ رشتہ ایسا ہے کہ سب سے پہلے اس تعلق کے لیے ربّ رحمان سے دعا کی جائے کہ اس کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیجیے۔ اگر ازواج کا رشتہ آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں ہے تو اولاد کا رشتہ کبھی نہیں سنور سکتا۔

وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ

''اور ہماری اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔''

یعنی ایسا رشتہ بنا دے کہ ہم اس میں سکون محسوس کریں اور یہ رشتہ ہمارے لیے باعث راحت ہو۔

وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ''اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔''

داعی کا کردار (Role) لیڈر شپ Role ہے۔ اب آپ چرواہے کو سوچیں! اگر آپ تربیت (Parenting) سیکھنا چاہتے ہیں تو آپ چرواہوں کے کردار کو ضرور دیکھیں۔ چاہے آپ Net سے تلاش کر کے دیکھیں کہ چرواہے کیا کرتے ہیں؟ وہ نا سمجھنے والی بھیڑوں کی کیسے رکھوالی کرتے ہیں؟ بھیڑوں اور بکریوں کو لے کے صبح نکلنا، سارا دن ان کی Activities Observe کرنا، ان کی ہر حرکت کو دیکھنا، انھیں آزادی بھی دینا لیکن کسی بھیڑ کو اِدھر اُدھر نہ ہونے دینا اور شام کو واپس بھی لے کے آنا، ان کو کھلانے

پلانے کی بھی ذمہ داری ہے اور حفاظت کی بھی۔

اب اگر ماں باپ کو دیکھیں کہ ان کے ذمے جو بچے ہیں، جو اولاد اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمہ لگا دی ہے وہ بھیڑوں کی طرح نہیں ہے اس لیے کہ ان کے پاس عقل بھی ہے، ان کے پاس روح بھی ہے، وہ بول سکتے ہیں، اپنے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں React کر سکتے ہیں۔ لیکن اللہ پاک نے انبیاء سے جو انسانوں کی تربیت کا کام لیا تو انبیاء میں سے زیادہ تر (Majority) نے بھی نبوت سے پہلے بکریاں چرائی رہی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرائیں، محمد ﷺ نے بکریاں چرائیں۔ کیونکہ اس میں Management Concept ہے یعنی تنظیمی تربیت ہے۔ اور پھر کتنی زبردست ٹریننگ (Training) ہے۔ جب میں یہ حدیث پڑھتی ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتی ہوں نبی ﷺ کی بصارت (Vision) پر کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

الْعَبْدُ رَاعٍ فِی مَالِ سَیِّدِہٖ ۔ (بخاری: کتاب الوصایا)

''غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے۔''

یعنی ایک غلام اپنے مالک کے مال پر راعی ہے، اس مال کی حفاظت کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔ اس مال پر اس کا لیڈرشپ کردار (Role) ہے۔ اگرچہ وہ غلام ہے لیکن اس مال کی وہ حفاظت کرے گا۔ اس طرح سے مرد راعی ہے اپنے گھر والوں پر، عورت راعی ہے اپنے گھر اور گھر والوں کی معاملات کی نگرانی کرتی ہے اور گھر کے جتنے معاملات ہیں اس پر وہ اللہ تعالیٰ کے آگے جواب دہ ہے اور ان میں سب سے زیادہ قیمتی چیز تو اولاد ہے۔ اس لحاظ سے انسان کو دعا بہت زیادہ حوصلہ دیتی ہے اور یقین کے ساتھ دعا کیونکہ پھر اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کرتے ہیں (الحمدللہ)۔

چوتھی چیز: یہ ہے کہ تربیت کی حقیقت کو سمجھیں کہ تربیت بنیادی طور پر کیا ہے؟ اور جس

کی تربیت کرنی ہے اللہ پاک نے اسے کیسے بنایا ہے؟

جیسے ایک ننھا سا بیج ہوتا ہے اور اس کے اندر پورا پودا بننے کی مکمل صلاحیت ہوتی ہے (الحمدللہ)۔اسی طرح سے انسان کے بچے کے اندر ایک اچھا انسان بننے کی پوری صلاحیت موجود ہوتی ہے، وہ پوری قوتیں اور صلاحیتیں لے کر پیدا ہوتا ہے۔پھر کس طرح سے اللہ تعالی ان صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے ماں اور باپ کو راعی بنادیتے ہیں کہ اب اس کے اندر ان صلاحیتوں کو پروان چڑھانا آپ کی ذمہ داری ہے۔جو غذا بچہ کھاتا ہے اس سے تو اس کا جسم پروان چڑھتا ہے لیکن:

اس کی عقل کے لیے بھی تو غذا چاہیے

اس کی روح کے لیے بھی تو غذا چاہیے

اس کے لیے ماں باپ کو علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور وہ ہے بچوں کی تربیت کا علم۔اس میں ایک تو یہ کہ کس چیز کی تربیت کرنی ہے؟ مثال کے طور پر ایمانی تربیت کرنی ہے تو ایمان کی حقیقت کو سمجھنا ماں باپ کے لیے ضروری ہے لیکن اس کے لیے کچھ اور چیزیں بھی ضروری ہیں مثلاً:

ایمانی تربیت کیسے ہوگی؟

تربیت(Training) کا طریقہ کار کیا ہوگا؟

کس طریقے سے وہ کسی چیز کو سکھائیں گے؟

اس کے لیے باقاعدہ سیکھنے کی ضرورت ہے۔یہ درست ہے کہ ایک بیج کو تناور درخت بننے کے لیے خاص ماحول چاہیے، اسے مٹی(Soil) چاہیے، پانی بھی چاہیے اور مٹی سے جو نمکیات اسے ملتے ہیں ان سے اس کی غذا بنتی ہے، اسے سورج کی حرارت اور روشنی بھی چاہیے، ہوا بھی چاہیے لیکن بیج کے اندر پورا درخت بننے کی جو کہانی ہے اس کے لیے اسے

کسی کی مدد(Help) نہیں چاہیے۔اس کے مقابلے میں انسان کے بچے کی تربیت میں یہ مسئلہ (Problem) ہے کہ تربیت بچے کی ہوتی ہے اور اس کا نقشہ(Map)، اس کی کہانی ماں باپ کے ذہن(Mind) میں ہونی چاہیے۔ اگر ماں باپ کے ذہن میں تربیت کا وہ Mind Map نہیں ہے اور تربیت(Training) کرنے کا انہیں پتہ نہیں ہے تو صحیح انداز میں بچے کی تربیت نہیں کر سکتے۔ہاں بچے کی دیکھ بھال ضرور ہو سکتی ہے، وہ بڑا ہو سکتا ہے، وہ اچھے کپڑے پہن سکتا ہے، اگر بیٹا ہے تو کڑیل جوان بن سکتا ہے، اگر بیٹی ہے تو نوجوان لڑکی بن سکتی ہے۔ جسمانی طور پر وہ مکمل طور پر پروان چڑھ جائیں گے لیکن ان کی جو تربیت کرنے کی ضرورت ہے جب تک ماں باپ کے ذہن میں وہ نقشہ نہیں ہوتا تو اس نقشے میں رنگ نہیں بھرے جا سکتے۔

بچوں کی تربیت میں پہلی چیز ایمانی تربیت ہے اور ایمانی تربیت کے لیے مختلف درجے (Different Levels) ہیں۔ پیدائش کے وقت بچے کی ایمانی تربیت کیسے ہو گی؟ اور جب بچہ ایک سال کا ہوتا ہے یعنی کئی مہینوں سے گزر کر جب وہ ایک سال کا یا دو سال کا ہوتا ہے تو اس وقت تربیت کیسے ہو گی؟ اور اسی طرح سے مختلف مراحل (Different Stages) سے گزارتے ہوئے کس طرح سے اس بچے کے اندر مختلف چیزوں کو پروان چڑھایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے پروان چڑھے گی؟

کیسے رسول اللہ ﷺ کی محبت پیدا کی جائے گی؟

کیسے وہ جنت کا نقشہ اپنے ذہن میں رکھے گا؟

کس طرح سے اس کے اخلاق بہتر بنانے ہیں؟

اس کی جذباتی اور معاشرتی تربیت کے لیے ماں باپ کیا کریں گے؟

اس کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ایمانی تربیت کو نقطۂ آغاز سے دیکھیں گے۔ اسی طرح سے جذباتی تربیت اور معاشرتی و اخلاقی تربیت کو بھی دیکھیں گے اور ایک خاص پہلو جنسی تربیت کا ان شاء اللہ اس کو بھی دیکھیں گے اور ایک اچھا انسان بنانے کے لیے کس طرح سے ایک فرد کام کر سکتا ہے؟ ان شاء اللہ اس کے لیے کچھ عملی کام (Practical Work) بھی ہوگا جو آپ کریں گے اور اس کے لیے میں آپ کو Suggest کرنا چاہتی ہوں، مشورہ دینا چاہتی ہوں کہ جو مائیں ہیں ان کے لیے تو اپنی اولاد ہے لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ کوئی ایک چھوٹا بچہ آپ کی زیرِ نگرانی ضرور ہونا چاہیے جس کو آپ سکھائیں۔ آپ کی فیملی میں بھی ایسا بچہ ہو سکتا ہے، آپ کے ہمسائیوں (Neighbours) میں بھی ایسا بچہ ہو سکتا ہے اور آپ کے گھر کے اندر بھی ایسے بچے ہو سکتے ہیں جن کی آپ تربیت کریں گے۔ جن کا کیس (Study) کریں گے اور جن کی ساری صورت حال دیکھ کر ان پر وہ چیزیں Implement کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ہم یہ بھی جانیں گے کہ کس عمر میں بچہ کیا کرنے کے قابل ہوتا ہے کیونکہ ہمارا اصل مقصد Learning ہے اور اس کو بہتر بنانے کے لیے میں چاہتی ہوں کہ غیر رسمی طور پر (Informally) آپ میں سے ہر کوئی تجربہ کرے۔ جب تک آپ تجربہ (Experiment) نہیں کریں گے تو یہ صرف لفظی باتیں رہ جائیں گی۔ آپ کی زندگی میں بھی کوئی بیج تو ایسا ہو جسے آپ پروان چڑھائیں یعنی ایمان کا بیج بوئے گئے کسی دل کی پرورش کریں۔ آپ کوشش (Effort) کریں گے، جدوجہد (Struggle) کریں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا کا سب سے قیمتی کام کریں گے اور آپ ایک بچے سے تربیت کرنا سیکھیں گے تو بڑوں کی تربیت کرنی بھی آئے گی (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

اس طرح سے ہم دراصل انسان گری سیکھیں گے اور پتہ چلے گا کہ انسانوں کی تربیت

کیسے کی جاتی ہے۔ بچے کا ذہن (Mind) تو قبول کرنے کے لیے بالکل تیار ہوتا ہے، اس کے ذہن میں چونکہ پہلے سے کوئی نقشہ نہیں ہوتا اس لیے اس کی تربیت کرنی آسان ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں بڑوں کی تربیت کرنی بہت مشکل ہوتی ہے کیونکہ ان کی Conditioning ہو چکی ہوتی ہے ان کو Deconditioned کرنا سب سے زیادہ مشکل کام ہے یعنی آپ کسی چیز کو سیکھ لیتے ہیں تو اس کو بھلاتے بھلاتے بہت طویل مدت گزر جاتی ہے۔

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ (یوسف:53) "مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے۔"

ہمارا رب ہم پر بھی رحم کر دے تا کہ ہم سیکھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔ ہم مختلف (Age Group) کے بچے لیں گے تا کہ اس کے مطابق Guide line لینے کی پوزیشن میں آ ئیں (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔ پھر اور بھی چیزیں سامنے آئیں گی کیونکہ ان بچوں کے جو مسائل (Problems) ہوں گے اس کے مطابق جب Guide Line ملے گی تو آپ سب کے اندر Bubling ہو گی کہ یہ والی بات فلاں بچے میں تو نہیں ہے اور فلاں بچے میں یہ مسئلہ (Problem) ہے۔ تو کتنی چیزیں جن کے لیے ہم جدوجہد (Struggle) کریں گے۔

پھر ہم بچوں کے ذریعے ٹیسٹ کریں گے کہ آپ نے کیا سکھایا ہے؟ اس طرح سے آپ دنیا کا سب سے قیمتی کام سیکھیں گے کیونکہ اللہ پاک ہم سے زمانے میں یہی کردار (Role) چاہتے ہیں کہ ہم انسانوں کے لیے نفع مند بنیں۔ یہ اتنا قیمتی کام ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ دنیا میں ایک عورت کو سب سے زیادہ جس علم کو دینے کی ضرورت ہے وہ ماں بننے کا علم ہے۔ ایک ماں وہ بنتی ہے جسے اللہ تعالیٰ ماں بنا دیتے ہیں اور اصلی ماں وہ ہے جو اپنے بچے کی تربیت کرتی ہے جیسے حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے تربیت کی اپنے بچے کی کہ اقبال

کہتا ہے:

؎ وہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل علیہ السلام کو آدابِ فرزندی

کون ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ اسماعیل علیہ السلام سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کی گود میں پروان چڑھے تھے۔ باپ کی آمد تو کبھی کبھی ہوتی تھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تربیت میں اصل کردار سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کا ہے۔ اور خود رب العزت نے گواہی دی ہے:

اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (۵۴) وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ (مریم:55،54)

"یقیناً وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول نبی تھا، اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیتا تھا۔"

الحمدللہ آپ تو کتنے قیمتی بننے جا رہے ہیں، آپ تو ان شاء اللہ نسلِ انسانی کو اچھے انسانوں کا تحفہ دینے جا رہے ہیں اور اپنے رب کے حضور سرخرو ہونے جا رہے ہیں۔ جو مائیں ہیں وہ تو سیکھ کر فائدہ اٹھائیں گی ان شاء اللہ لیکن جو مائیں نہیں بھی ہیں وہ بھی سیکھیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہر بچی کی ذمہ داری ہے کیونکہ یہ مستقبل کا کردار (Role) ہے اور یہ کردار ادا (Role Play) کرنا ہے لہٰذا اسے سیکھیے۔ مجھے ایسا لگتا ہے (اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے تو) دنیا میں جو کرنے والا کام ہے ایک بچی کے لیے، ایک خاتون کے لیے اور دنیا بھر کی خواتین کے لیے Mother University بنانے کا کام ہے۔ Motherhood اور Fatherhood سکھانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

اگر آپ تاریخ میں دیکھیں Single Parent کے حوالے سے تو حضرت

مریم علیہا السلام سب سے بڑی مثال ہیں۔ ان کا بیٹا ساری دنیا کے لیے مثال بن گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دنیا میں کتنی بڑی تعداد میں لوگوں کی وابستگی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تربیت جس طرح سے حضرت مریم علیہا السلام نے کی تو کتنے اعلیٰ اوصاف پیدا ہوئے اور ان کی بڑی خصوصیت جو مجھے بہت پیاری لگتی ہے وہ یہ کہ اپنی والدہ کے حق میں بہت زیادہ حسن سلوک کرنے والے تھے (الحمدللہ) اور ان کی باقی خصوصیات تو نمایاں ہی تھیں۔ محمد ﷺ کو بھی Single Parent کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہو (الحمدللہ) اور حضرت ہاجرہ کے اگرچہ شوہر تھے لیکن Single Parent نے ہی تربیت کی (الحمدللہ)۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ماں اور باپ دونوں کی جانب سے جس وقت کوشش (Effort) ہوتی ہے تو اس کے نتائج (Results) بڑے مثبت (Positive) آتے ہیں لیکن اللہ پاک نے نبی ﷺ کو ماں کے پیٹ میں ایسا قیمتی ہیرا بنا دیا، وہ در یتیم تھے اور دنیا میں سب سے اچھے اخلاق والے ثابت ہوئے (الحمدللہ)۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم:4) ''اور بلاشبہ آپ عمدہ اخلاق پر ہیں۔''

اللہ پاک نے آپ کو حضرت مریم جیسا کردار ادا کرنے اور انبیاء کی ماؤں جیسا کردار ادا کرنے کی توفیق دی ہے (الحمدللہ رب العالمین) اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ہم راضی ہیں، وہ ہم سے زیادہ جانتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرلے تو ویسے حالات پیدا کر دیتا ہے۔ آپ کی اولاد کے لیے اللہ تعالیٰ نے زیادہ بہتر سوچا ہے اور وہ زیادہ اچھے اسباب پیدا کر دے گا (ان شاء اللہ)۔ ہم Discussion بھی کریں گے اور Practical Solution بھی دیکھیں گے (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔ جس دل کے اندر ایک بھڑک ہوتی ہے، الاؤ روشن ہوتا ہے اور جو کچھ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کیسے اسباب پیدا کر دیتے ہیں اور وہ ہر موقع کو اپنے لیے غنیمت سمجھتا ہے۔ (الحمدللہ)

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ

وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ

اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

''اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اُن نعمتوں کا شکر ادا کروں

جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمائیں۔ اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں

جس سے تو راضی ہو جائے۔ اور میرے لیے میری اولاد کی اصلاح کر دے۔

بلاشبہ میں نے تیری طرف رجوع کیا اور یقیناً میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

(الاحقاف:15)

النور انٹرنیشنل

انسٹیٹیوٹ آف اسلامک ایجوکیشن اینڈ ریسرچ

لاہور، فیصل آباد، کراچی

 www.alnoorpk.com sales@alnoorpk.com Nighat Hashmi

 Nighat Hashmi Alnoor International +92 336 4033042/49